مولانا شبلی نعمانیؒ

(۱۸۵۷ء.........۱۹۱۴ء)

قصبہ بندول، ضلع اعظم گڑھ، بھارت میں ۱۸۵۷ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شیخ حبیب اللہ وکیل تھے۔ شبلی نے بھی کچھ دن وکالت کی، پھر علی گڑھ کالج میں فارسی کے اُستاد مقرر ہو گئے۔ وہاں انھیں سرسیّد، حالی، محسن الملک اور آرنلڈ کی صحبت سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ ۱۸۹۲ء میں آرنلڈ کے ساتھ شبلی نے مصر، شام، قسطنطنیہ اور دوسرے اسلامی ممالک کا سفر کیا۔ سرسیّد کی وفات (۱۸۹۸ء) کے بعد، علی گڑھ کالج سے استعفیٰ دے کر، اعظم گڑھ چلے گئے۔ پھر حیدرآباد دکن کے دائرۃ المعارف کی نظامت کا عہدہ سنبھالا۔ اسی دوران میں ان کی کوشش سے لکھنؤ میں ''ندوۃ العلما'' کا قیام عمل میں آیا۔ اخیر عمر میں اعظم گڑھ میں انھوں نے ایک عظیم ادارہ ''دارالمصنّفین'' قائم کیا، جو آج بھی کام کر رہا ہے۔

شبلی شاعر بھی تھے، لیکن ان کی شہرت کا مدار زیادہ تر اُن کی نثر پر ہے۔ ان کا شمار اردو کے بڑے نثر نگاروں میں ہوتا ہے۔

شبلی نے اگرچہ متنوع موضوعات مثلاً: تاریخ، تنقید، سوانح، سیرت، تذکرہ، ادب، معاشرت، عقائد، تصوف اور سیاست پر قلم اٹھایا مگر ان کے طرزِ اظہار میں ادبیت کی شان موجود ہے۔ جوشِ بیان، ایجاز و اختصار، روانی و برجستگی، محققانہ انداز، غنائیت اور شعریت ان کے اسلوبِ بیان کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ شبلی کی تمام ادبی کاوشوں سے قطعِ نظر، ان کا سب سے بڑا ادبی کارنامہ، ان کا اندازِ بیان ہے۔

شبلی کی متعدد تصانیف ہیں۔ اہم تصانیف میں: ''شعرالعجم'' (پانچ جلدیں)، ''الفاروقؓ''، ''المامون''، ''سیرۃ النعمان''، ''الغزالی''، ''سوانحِ مولانا روم''، ''سفرنامۂ روم و مصر و شام'' اور ''سیرۃ النبیؐ'' شامل ہیں۔

مولانا شبلی نعمانیؒ

ہجرتِ نبوی صَلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

مقاصد تدریس

۱۔ طلبہ کو تبلیغ اسلام کی ابتدائی مشکلات سے آ گاہ کرنا۔
۲۔ سیرت النبی صَلَّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور سیرت نگاری سے روشناس کرانا۔
۳۔ مذہبی الفاظ وتراکیب سے متعارف کرانا۔
۴۔ تاریخ اسلام سے روشناس کرتے ہوئے طلبہ کے دلوں میں اسلامی جذبہ بیدار کرنا۔
۵۔ طلبہ کو بتانا کہ حق وصداقت کے لیے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس وقت جب کہ دعوتِ حق کے جواب میں ہر طرف سے تلوار کی جھنکاریں سنائی دے رہی تھیں، حافظِ عالَم نے مسلمانوں کو دارالامان مدینہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا، لیکن خودوجودِ اقدس صَلَّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم جو اُن ستم گاروں کا حقیقی ہدف تھا، اپنے لیے حکمِ خدا کا منتظر تھا۔

نبوّت کا تیرھواں سال شروع ہوا اور اکثر صحابہؓ مدینے پہنچ چکے، تو وحی الٰہی کے مطابق: آنحضرت صَلَّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے بھی مدینے کا عزم فرمایا۔ قریش نے دیکھا کہ اب مسلمان مدینے میں جا کر طاقت پکڑے جاتے ہیں اور وہاں اسلام پھیلتا جاتا ہے۔ چنانچہ لوگوں نے مختلف رائیں پیش کیں۔ ایک نے کہا: محمدؐ کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈال کر مکان میں بند کر دیا جائے۔ دوسرے نے کہا: جلاوطن کر دینا کافی ہے۔ ابوجہل نے کہا: ہر قبیلے سے ایک شخص انتخاب ہو اور پورا مجمع ایک ساتھ مل کر، تلواروں سے ان کا خاتمہ کر دے۔ اس صورت میں ان کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور آلِ ہاشم اکیلے تمام قبائل کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اس اخیر رائے پر اتفاق ہو گیا اور جھٹ پٹے سے آ کر رسول صَلَّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے آستانۂ مبارک کا محاصرہ کر لیا۔ اہلِ عرب زنانہ مکان کے اندر گُھسنا معیوب سمجھتے تھے، اس لیے باہر ٹھہرے رہے کہ آنحضرت صَلَّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نکلیں، تو یہ فرض ادا کیا جائے۔

رسول صَلَّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے قریش کو اس درجہ عداوت تھی، تاہم آپؐ کی دیانت پر یہ اعتماد تھا کہ جس شخص کو کچھ مال یا اسباب امانت رکھنا ہوتا تھا، آپؐ ہی کے پاس لا کر رکھتا تھا۔ اس وقت بھی آپؐ کے پاس بہت سی امانتیں جمع تھیں۔ آپؐ کو قریش کے ارادے کی پہلے سے خبر ہو چکی تھی۔ اس بنا پر جنابِ امیر حضرت علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا: ''مجھ کو ہجرت کا حکم ہو چکا ہے، میں آج مدینے روانہ ہو جاؤں گا، تم میرے پلنگ پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو، صبح کو سب کی امانتیں جا کر واپس دے آنا۔'' یہ سخت خطرے کا موقع تھا۔ جنابِ امیرؓ کو معلوم ہو چکا تھا کہ قریش آپؐ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں اور آج رسول صَلَّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا بسترِ خواب قتل گاہ کی زمین ہے، لیکن فاتحِ خیبر کے لیے قتل گاہ فرشِ گُل تھا۔

کفّار نے جب آپؐ کے گھر کا محاصرہ کیا اور رات زیادہ گزر گئی، تو قُدرت نے ان کو بے خبر کر دیا۔ آنحضرتؐ اُن کو سوتا چھوڑ کر باہر آئے، کعبے کو دیکھا اور فرمایا: ''مکّہ! تُو مجھ کو تمام دُنیا سے زیادہ عزیز ہے، لیکن تیرے فرزند مجھ کو رہنے نہیں دیتے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے قرارداد ہو چکی تھی۔ دونوں صاحب پہلے جبلِ ثور کے غار میں جا کر پوشیدہ ہوئے۔ یہ غار آج بھی موجود ہے اور بوسہ گاہِ خلائق ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبداللہ، جو نوخیز جوان تھے، شب کو غار میں ساتھ ہوتے، صبح مُنھ اندھیرے شہر چلے جاتے اور پتا لگاتے کہ قریش کیا مشورے کر رہے ہیں۔ جو کچھ خبر ملتی، شام کو آ کر آنحضرتؐ سے عرض کرتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام کچھ رات گئے، بکریاں چرا کر لاتا اور آپؐ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا دودھ پی لیتے۔ تین دن تک صرف یہی غذا تھی، لیکن ابنِ ہشام نے لکھا ہے کہ روزانہ شام کو اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر سے کھانا پکا کر غار میں پہنچا آتی تھیں۔ اسی طرح تین راتیں غار میں گزاریں۔

صبح قریش کی آنکھیں کُھلیں، تو پلنگ پر آنحضرت صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بجائے جنابِ امیرؓ تھے۔ ظالموں نے آپؓ کو پکڑا اور حرم میں لے جا کر تھوڑی دیر محبوس رکھا اور چھوڑ دیا۔ پھر آنحضرت صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تلاش میں نکلے۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار کے دہانے تک آ گئے۔ آہٹ پا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمزدہ ہوئے اور آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ اب دشمن اس قدر قریب آ گئے ہیں کہ اگر اپنے قدم پر ان کی نظر پڑ جائے، تو ہم کو دیکھ لیں۔ آپؐ نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (سورۃ توبہ: ۴۰)

''گھبراؤ نہیں، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

قریش نے اشتہار دیا تھا کہ جو شخص محمدؐ کو یا ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا، اس کو ایک خون بہا کے برابر (یعنی سو اُونٹ) انعام دیا جائے گا۔ سراقہ بن جعشم نے سُنا، تو انعام کی اُمید میں نکلا۔ عین اس حالت میں کہ آپؐ روانہ ہو رہے تھے، اس نے آپؐ کو دیکھ لیا اور گھوڑا دوڑا کر قریب آ گیا، لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی، وہ گر پڑا۔ ترکش سے فال کے تیر نکالے کہ حملہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ جواب میں ''نہیں'' نکلا، لیکن سو اونٹوں کا گراں بہا معاوضہ ایسا نہ تھا کہ تیر کی بات مان لی جاتی۔ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے بڑھا۔ اب کی بار گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ گھوڑے سے اُتر پڑا اور پھر فال نکالی، اب بھی وہی جواب تھا، لیکن مکرّر تجربے نے اس کی ہمت پست کر دی اور یقین ہو گیا کہ یہ کچھ اور آثار ہیں۔ آنحضرتؐ کے پاس آ کر قریش کے اشتہار کا واقعہ سنایا اور درخواست کی کہ مجھ کو امن کی تحریر لکھ دیجیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر فرمانِ امن لکھ دیا۔

تشریف آوری کی خبر مدینے میں پہلے پہنچ چکی تھی۔ تمام شہر ہمہ تن چشمِ انتظار تھا۔ معصوم بچے فخر اور جوش میں کہتے پھرتے تھے کہ پیغمبرؐ آ رہے ہیں۔ لوگ ہر روز تڑکے سے نکل نکل کر شہر کے باہر جمع ہوتے اور دوپہر تک انتظار کر کے حسرت کے ساتھ واپس

چلے آتے۔ ایک دن انتظار کر کے واپس جا چکے تھے کہ ایک یہودی نے قلعے سے دیکھا اور قرائن سے پہچان کر پکارا: ''اہلِ عرب! لوتم جس کا انتظار کرتے تھے، وہ آ گیا۔'' تمام شہر تکبیر کی آواز سے گُونج اٹھا۔

(سیرۃ النبیؐ)

مشق

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) ہجرتِ نبوی صَلَّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے کیا مُراد ہے؟

(ب) رسولِ پاک صَلَّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے نبوّت کے کون سے سال ہجرت فرمائی؟

(ج) حضرتِ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کون سی شخصیت مُراد ہے؟

(د) رسولِ پاک صَلَّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا ارشاد فرمایا؟

(ہ) حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کون تھیں؟

(و) قریش نے رسولِ پاک صَلَّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کرنے کا کیا انعام مقرر کیا؟

(ز) سراقہ بن جشم کیسے تائب ہوا؟

۲۔ متن کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے موزوں الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) حافظِ عالم نے مسلمانوں کو دار الامان .... کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا۔

(مکّہ، مدینہ، طائف، یمن)

(ب) نبوّت کا .... سال شروع ہوا اور اکثر صحابہؓ مدینے پہنچ چکے، تو وحی الٰہی کے مطابق: آنحضرتؐ نے بھی مدینے کا عزم فرمایا۔ (بارھواں، دسواں، تیرھواں، پندرھواں)

(ج) اس وقت بھی آپؐ کے پاس بہت سی .... جمع تھیں۔ (تلواریں، امانتیں، کھجوریں، نعمتیں)

(د) .... کو معلوم ہو چکا تھا کہ قریش آپؐ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں۔

(جنابِ ابوبکرؓ، جنابِ عمرؓ، جنابِ امیرؓ، جنابِ عثمانؓ)

(ہ) .... سے پہلے قرارداد ہو چکی تھی۔ (حضرت عمرؓ، حضرت زیدؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ)

(و) اسی طرح .... راتیں غار میں گزاریں۔ (تین، چار، پانچ، سات)

۳۔ درجِ ذیل بیانات میں سے درست کی نشاندہی (✓) اور غلط کی نشان دہی (×) سے کریں۔

(الف) دعوتِ حق کے جواب میں ہر طرف سے تلوار کی جھنکاریں سنائی دے رہی تھیں۔

(ب) حافظِ عالم نے مسلمانوں کو دارالامان حبشہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا۔

(ج) نبوّت کے تیرھویں سال اکثر صحابہؓ مدینے پہنچ چکے تھے۔

(د) سب لوگوں نے ایک ہی رائے پیش کی۔

(ہ) اہلِ عرب زنانہ مکان کے اندر گھسنا معیوب سمجھتے تھے۔

(و) فاتحِ خیبر کے لیے قتل گاہ فرشِ گُل تھا۔

(ز) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام رات گئے، بکریاں چرا کر لاتا۔

(ح) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر سے کھانا پکا کر غار میں پہنچا آتی تھیں۔

(ط) صبح قریش کی آنکھیں کھلیں تو پلنگ پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے بجائے جنابِ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

(ی) نبی کریم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی تشریف آوری کی خبر مدینے میں پہلے پہنچ چکی تھی۔

۴۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
دارالامان	جھنکاریں
دیانت	فرشِ گل
قتل گاہ	چشم انتظار
ہمہ تن	امانت
تلوار	مدینہ

۵۔ سبق ’’ہجرتِ نبوی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم‘‘ کا خلاصہ تحریر کریں۔

۶۔ درجِ ذیل الفاظ وتراکیب کا تلفّظ اِعراب کی مدد سے واضح کریں۔

حافظ عالم، وجود اقدس، دارالامان، قبائل، محاصرہ، عداوت، بوسہ گاہ خلائق قتل گاہ، فرش گل

۷۔ درجِ ذیل کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

دعوتِ حق، ہدف، معیوب، ترکش، خون بہا

۸۔ جمع کے واحد اور واحد کی جمع لکھیں۔

ہدف، جھنکاریں، رائیں، زنجیر، قبیلہ

۹۔ درجِ ذیل اقتباس کی تشریح سیاق و سباق کے حوالے سے کریں۔

اس بنا پر جنابِ امیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ............قتل گاہ فرشِ گُل تھا۔

۱۰۔ درجِ ذیل تراکیب کے معنی لکھیں۔

آستانۂ مبارک، بوسہ گاہِ خلائق، فرشِ گُل، گراں بہا، ہمہ تن چشمِ انتظار

سرگرمی:

۱۔ اساتذۂ کرام بچوں کو ہجرتِ مدینہ کے بارے میں کچھ واقعات سنائیں اور پھر ان کو اپنے الفاظ میں سُنانے کے لیے کہیں۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ طلبہ کو ہجرتِ نبوی صَلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے واقعات تفصیل سے بتائیں۔

۲۔ اس سبق کی قرأت میں تلفّظ اور ادائیگی کا خاص خیال رکھیں۔

۳۔ رسولِ پاک صَلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے جن صحابہؓ کا ذکر اس سبق میں موجود ہے، اُن کا مختصر تعارف پیش کریں۔

۴۔ مشکل الفاظ اور تراکیب بورڈ پر اِعراب کی مدد سے لکھ کر ان کی وضاحت کریں۔